مذہب کیا اقتصادی ماحول کا نتیجہ ہے؟

رئیس العلماء آیۃ اللہ سید کاظم نقوی، سابق ڈین آف تھیالوجی ڈپارٹمنٹ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(گذشتہ سے پیوستہ)

آخر غلط مبحث کیوں؟

واقعہ یہ ہے کہ خدا پرستی کے عقیدے کے بس دو سرچشمے ہیں۔ ایک انسانی فطرت اور دوسرے عقل وفکر۔ ایسے دو نمایاں سبب ہونے کے باوجود اس کے کوئی معنی نہیں ہیں کہ صرف اٹکل سے علم الاجتماع اور علم النفس کے بعض غیر یقینی اصول کی مدد سے خدا پرستی کے اسباب بیان کیے جائیں۔

اگر بالفرض مادہ پرستوں کے ایک طبقہ کا نظریہ صحیح ہو تو اس کا نتیجہ صرف یہ ہے کہ اس طویل تاریخ بشریت میں ہمیشہ ظالم اور طاقتور انسانوں نے مذہب سے غلط فائدہ اٹھایا ہے۔ اس نے اپنے ظالمانہ منحوس مقاصد کے پورا کرنے کا ذریعہ مذہب کو بنایا ہے۔ اس نے بہشت، حور وغلماں، دودھ اور شہد کی نہروں سے سہارا لے کر پوری پوری کوشش کی ہے کہ وہ غریب، مفلس، نادار اور کمزور طبقے کو اپنے خلاف شورش اور بغاوت کرنے سے روکے۔

ظاہر ہے کہ کسی عقیدے سے غلط فائدہ اٹھانا ایک چیز ہے اور اس کے وجود میں آنے کا سبب ہونا دوسری چیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مزدوروں کی بغاوتوں اور ان کے انقلابوں کی آگ کو بجھانے کے لئے مذہب سے فائدہ اٹھانا معلول ہے۔ اس کی علت خود مذہب کا وجود ہے۔ اس کے کیا معنی کہ جو چیز مذہبی عقائد کی وجہ سے وجود میں آئی ہو اسے خود اس کے وجود میں آنے کا سبب قرار دیا جائے۔

میٹریالزم صرف یہ کہتا ہے کہ مزدوروں اور کاشتکاروں کا طبقہ زمینداروں اور سرمایہ داروں کی زیادتیوں کا شکار تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مزدور اور کاشتکار ہمیشہ دبا رہے، وہ سر نہ اٹھانے پائے، انہوں نے مذہب کے ذریعہ اپنے زیر اقتدار طبقہ کے دل اور دماغ کو سن بنانا چاہا، تاکہ ہر قسم کے انقلاب اور بغاوت کا دروازہ بند ہوجائے۔ میٹریالزم کے علمبردار اس بات پر کوئی چھوٹی سے چھوٹی دلیل نہیں پیش کر سکتے کہ سرمایہ داروں اور تعلقہ داروں نے اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مذہب کو ایجاد کیا ہے۔ یہ لوگ اس کے مدعی ہیں کہ کارگاہ عالم نوع انسانی کے مختلف طبقات کی جنگ کا میدان رہی ہے۔ مزدور اور کاشتکار پوری طاقت سے کوشش کرتے رہے ہیں کہ والیان ملک اور سرمایہ داروں کے شکنجہ اقتدار کو توڑ ڈالیں، لیکن ان کے دل ودماغ میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ مذہب اور خدا پرستی کے عقیدے سے وہ ٹکر لیں، اس کی بیخ کنی کی کوشش کریں، حالانکہ مزدوروں اور کاشتکاروں کو یہ نظر آرہا تھا کہ سرمایہ دار اور تعلقہ دار طبقے نے ان کی ہر تحریک کا سر مذہب کے ہتوڑے سے کچلا ہے۔ وہ ہمیں مذہبی عقائد کی افیون کھلا کھلا کر بے حس اور بے عمل بنا دینا چاہتے ہیں۔

ہم عقلی طور پر یہ کہنے کے لئے مجبور ہیں کہ مذہب کے وجود میں آنے کے کچھ دوسرے اسباب ہیں۔ ان اسباب نے مذہبی عقائد کو لوگوں کے دل ودماغ میں اس طرح راسخ اور پیوست کر دیا تھا کہ مزدور، کاشتکار، سرمایہ دار اور تعلقہ دار کوئی طبقہ اس کے لئے تیار نہ تھا کہ انہیں اپنی چہار دیواری سے نکال دے اور آزادی کی کھلی فضا میں سانس لے۔

ہاں اگر میٹریالزم کے طرفدار یہ ثابت کرسکیں کہ پوری نوع انسانی میں سے صرف سرمایہ داروں اور زمینداروں نے پہلی مرتبہ غریب اور مفلوک الحال طبقہ کی شورش کی آگ بجھانے کی خاطر خدا اور دوسرے مذہبی امور کا تصور اپنے ماحول میں پیدا کیا، پھر بے ہوش کردینے والی دوا کے انجکشن کی طرح ان مذہبی عقائد کو جفاکش اور محنتی طبقے کے دل و دماغ میں راسخ کیا ہے تو بے شک ایسی صورت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ خدا پرستی کا عقیدہ سرمایہ داروں اور تعلقہ داروں کے مفاد کو ملحوظ رکھنے کے واسطے وجود میں آیا۔

یہ نہ سہی تو مکتب مادی کے پرچم دار اسے ثابت کریں کہ جب مزدور اور کاشتکار، سرمایہ دار اور زمیندار طبقے کے شکنجۂ اقتدار میں گرفتار ہوگئے تو جفاکش اور محنتی گروہ نے اپنے ضمیر کو مطمئن بنانے کے لئے مذہب اور خدا پرستی کے تصورات اختراع کئے ہیں۔ ان کا مقصد اپنی تسلی اور تسکین کا سامان فراہم کرنا تھا ایسی صورت میں مادہ پرست طبقہ کو یہ دعویٰ کرنے کا حق ہے کہ مذہب ایک کھلونا ہے جسے فقیروں اور تنگدستوں نے اپنا دل بہلانے کے واسطے ایجاد کرلیا ہے واقعہ یہ ہے کہ مکتب مادیت ہرگز ہرگز اس دعوے پر کوئی استدلال نہیں کرسکتا۔ کوئی منصف مزاج مادہ پرست اس پر تیار نہیں ہوسکتا ہے کہ حقیقت کے بجائے اس طرح کے گڑھے ہوئے افسانہ کو تسلیم کرلے۔

میٹریالزم کے حامی زمین آسمان کے قلابے ملانے کے بعد اس سے زیادہ نہیں ثابت کرسکے کہ مالداروں نے غریبوں کو الجھانے اور ان کا دماغ زندگی کی حقیقی صورت حال سے ہٹانے کی غرض سے برابر مذہبی تصورات کا پروپیگنڈا کیا۔ وہ طرح طرح سے کوشش کرتے رہے کہ مذہب کے عقیدوں کے بازار میں چہل پہل رہے، وہ سونا نہ ہونے پائے، اس کی رونق دن دونی رات چوگنی بڑھتی جائے۔ اس خیال میں اور اس بات میں بڑا فرق کہ مذہبی تصورات کو سرمایہ دار طبقہ محض غریبوں کا دل بہلانے اور ان کا ذہن ہٹانے کی غرض سے وجود میں لایا ہے۔

اسی طرح میٹریالزم فقط اتنا ثابت کرسکا ہے کہ ہر قسم کی محرومی اور مایوسی کے اندھیرے میں گھرے ہوئے مفلوک الحال لوگوں نے مذہبی تصورات کے دامن میں اسی طرح پناہ لی جس طرح زندگی کے مشکلات سے بوجھا کر بعض ناعاقبت اندیش نشہ آور چیزوں کو استعمال کرکے ان میں اپنی تسکین اور تسلی کا سامان ڈھونڈھتے ہیں۔ غور کیجئے کہ کہاں یہ دعویٰ اور کہاں یہ بے سروپا ادعاء کہ فقیری اور تنگدستی کی آگ کا ایندھن بننے والے طبقہ نے اپنے افسردہ اور بجھے ہوئے دل کو بہلانے کے لئے خدا پرستی اور دوسرے دینی عقائد ایجاد کیے ہیں۔

برائے مہربانی دھوکا نہ کھایئے

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو چیزیں ہمیشہ ایک دوسرے کی ہم نشین، ایک دوسرے کے ہمراہ ہوتی ہیں، لیکن اس سے یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں علت و معلول کا رشتہ پایا جاتا ہے۔ اس ارتباط کا معیار صرف دو چیزوں کی ہم نشینی اور ہمراہی نہیں ہے۔ اس رابطے کے یقینی طور سے پائے جانے کے لئے اس خصوصیت کے علاوہ ایک دوسری خصوصیت کا موجود ہونا ضروری ہے۔ وہ اہم خصوصیت یہ ہے کہ دو چیزوں کو دیکھ کر عقل یقینی طور سے یہ فیصلہ کرے کہ وہ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ ایک کے وجود پر دوسرے کا وجود موقوف ہے۔ ان میں سے جب ایک معدوم ہو تو دوسرا بھی معدوم ہوجائے گا۔ ایک کی ہستی پر دوسرے کی ہستی اور ایک کی نیستی پر دوسرے کی نیستی کا دارومدار ہے۔ بغیر اس خصوصیت کا انکشاف کئے ہوئے یہ دیکھ کر کہ دو چیزیں بیک وقت موجود یا معدوم ہوتی ہیں یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ ان میں سے کوئی دوسرے کا سبب ہے۔

ہمیں ہمیشہ یہ دکھائی دیتا ہے کہ جب سورج نکلتا اور اس کی روشنی پھیلتی ہے تو ہر صحیح و سالم آنکھیں رکھنے والا شخص اگر کسی چیز کو دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔ یقینا یہ دونوں باتیں ہمیشہ ایک دوسرے کے ہمراہ اور ہمرکاب ہیں، کیا اس دائمی ہمراہی کو دیکھ کر کوئی صاحب عقل یہ کہہ سکتا ہے کہ آفتاب کے نور کا پھیلنا کسی شئ

کے دیکھنے کی علت ہے۔ کیا دیکھنا دیکھنے والے کا فعل نہیں بلکہ سورج کی روشنی پھیلنے کا فعل قرار پائے گا؟

عام طور سے آدمی کے ہاتھوں اور پیروں میں مجموعاً انگلیاں ہوا کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر صحیح وسالم شخص میں جنسی خواہش بھی موجود ہوتی ہے۔ یہ دونوں باتیں عموماً ایک دوسرے کے ہمراہ ہیں۔ ہر شخص کو بھوک پیاس بھی لگتی ہے اور اسی کے ساتھ اس کے ریڑھ کی ہڈی بھی ہوتی ہے۔ کیا کوئی اس دائمی ہمراہی کو دیکھ کر یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ جنسی خواہش کے وجود کا سبب آدمی کے ہاتھوں اور پیروں میں ۲۰ رانگلیوں کا ہونا ہے یا چونکہ انسان کو بھوک پیاس لگتی ہے اس لئے اس کی پیٹھ میں ریڑھ کی ہڈی ہے۔

ان مثالوں کے برخلاف ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ جلتے ہوئے اسٹوپ پر پتیلی ہے، جس میں پانی بھرا ہوا ہے، اسٹوپ پر پتیلی رکھتے ہی پانی نہیں کھولے گا۔ پہلے گنگنا ہوگا، پھر جب اس کی گرمی سورج تک رفتہ رفتہ پہونچے گی تو وہ یکا یک کھولنے لگے گا۔ یہاں بھی یہ دو چیزیں ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں۔ پانی کی حرارت سو درجے تک پہونچنا اور اس کا کھولنا ایک دوسرے کے دائمی طور سے ہمراہ ہیں، لیکن یہاں عقل ان دونوں کے درمیان عدم مفارقت کی خصوصیت کے علاوہ ایک دوسری خصوصیت کا بھی یقینی طور سے انکشاف کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ان کے درمیان علت ومعلول کا رشتہ بھی پایا جاتا ہے۔ ۱۰۰ درجے تک پانی کی گرمی کا پہنچنا اس کے کھولنے کا سبب ہے۔ یہ رابطہ آنکھوں سے نظر نہیں آتا، لیکن اس کی موجودگی کا فیصلہ عقل کرتی ہے۔

میٹریالزم کے ماننے والوں نے ادیان ومذاہب کے وجود میں آنے کا سبب جن چیزوں کو قرار دیا ہے ان کا شمار ابتدائی دومثالوں کی لائن میں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بہت سے انسانی معاشروں میں مذہبی عقائد نیچر کی سنگ دل طاقتوں سے خوف وہراس کائنات عالم میں پیش آنے والے حوادث کے نیچرل اسباب سے ناواقفیت اور معاشی فقر وتنگ دستی، اقتصادی بدحالی کے ہمراہ اور ہم رکاب رہے ہیں، لیکن تیسری مثال کی طرح ایسا نہیں ہے کہ ان میں سے کوئی دوسرے کے سبب سے وجود میں آیا ہو۔ مذہب کی پیدائش کا سبب تینوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ وہ نہ نیچر کی بے رحم طاقتوں کے شکم سے پیدا ہوا ہے۔ اسے نہ علل طبیعیہ سے جہالت نے جنم دیا ہے، اس کو نہ سرمایہ دار وجود میں لائے ہیں اور نہ مزدوروں نے اپنی تسکین اور تسلی کی غرض سے ایجاد کیا ہے۔ مذہبی تصورات کا سرچشمہ صرف انسان کی فطرت اور عقل ہے۔

ہمارے نظریئے کی سب سے بڑی دلیل تاریخی دستاویزیں اور ان سے بڑھ کر براہ راست ہمارے مشاہدات ہیں۔ ہمیں ایسے معاشرے نظر آتے ہیں کہ جو معاشی خوش حالی کے نقطۂ معراج پر ہیں۔ اس کے باوجود وہ پورا معاشرہ مذہبی امور کے بارے میں انتہائی راسخ العقیدہ ہے۔ اس کے برعکس ایک دوسرا معاشرہ دکھائی دیتا ہے جس میں جوں جوں اقتصادی اطمینان پیدا ہوتا ہے، اس کی رفتار کے مطابق مذہب کے اثرات گھٹتے چلے جارہے ہیں۔ یوں ہی کسی معاشرے میں تنگ دستی اور فقر لوگوں کو کفر کی طرف کھینچتا ہے، جب کہ وہی کسی دوسرے معاشرے میں لوگوں کے دل ودماغ کو مذہبی عقائد سے اجاگر بناتا ہے۔

(جاری۔۔۔۔۔۔)

نعتیہ اشعار

مرے سرکارؐ! ہے دنیا کی عزت آپ کے در سے
فلک نے بھیک میں پائی ہے رفعت آپ کے در سے
نہیں ہے بے سبب دنیا کو الفت آپ کے در سے
ہے وابستہ زمانے کی ضرورت آپ کے در سے
فساد و انتشار و تفرقہ کی نذر تھی دنیا
زمانے کو ملا پیغام وحدت آپ کے در سے

ندیؔ الہندی